188833

٩٢٣٫٩٦
باجه - ع

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188833
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۲٫۹۶ Accession No. ۳۸۲

Author عنایت رسول ہاجرہ - ع

Title حضرت ہاجرہ

This book should be returned on or before the date last marked below.

سلسلۂ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

نمبر ۶۳

حضرت ہاجرہ

اس رسالہ میں نہایت محققانہ طور پر ثابت کیا گیا ہے
کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام لونڈی نہ تھیں

از

مولانا عنایت رسول صاحب چڑیاکوٹی و نواب اعظم یار جنگ مولوی
چراغ علی صاحب مرحوم

سنہ ۱۳۲۹ھ
۱۹۱۱ء

مطبوعہ روز بازار اسٹیم پریس امرتسر
باہتمام شیخ عبدالعزیز پرنٹر

قیمت فی جلد ۲ر
تعداد جلد ۱۰۰۰

Checked
۲۸۲

مختصر فہرست کتب

جو کیپل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹیڈ امرتسر سے مل سکتی ہیں اور ہندوستان کے بہترین دل و دماغ کے نتائج ہیں

۹۲۳۵۹۶

نام کتاب	تعداد صفحات	نام مصنف	قیمت
تقلید عمل بالحدیث	۱۳۰	نواب محسن الملک مرحوم	۸/
اسلام کی دنیوی برکتیں	۱۳۲	مولوی چراغ علی مرحوم	۸/
سوانح مولوی روم	۲۰۰	مولانا شبلی نعمانی	عہ/
حیات خسرو	۱۶۸	منشی محمد سعید احمد مارہروی	۱۲/
الدین الیسر	۳۶	شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی	۳/
مسلمانوں کی تہذیب	۵۰	نواب محسن الملک مرحوم	۴/
اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر	۱۳۸	شبلی نعمانی	۸/
مسلمانوں کی ترقی و تنزل کے اسباب	۱۲۴	نواب محسن الملک مرحوم	۸/
تفسیر السموٰت	۱۱۶	سرسید مرحوم	۸/
ہندو رانیاں	۱۱۶	+	۸/
الاسلام	۱۶۴	مولوی فتح محمد خاں	۸/
صناعۃ العرب	۵۲	مولانا عبید اللہ العمادی	۳/

Checked 1975

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ہاجرہ

ام سیدنا وابینا اسمٰعیل علیہما السلام

سوال

از سر سید علیہ الرحمہ

حضرت ہاجرہ ام اسمٰعیل علیہما السلام کون تھیں اور توریت مقدس سے اُن کا لونڈی ہونا ثابت ہے یا نہیں اور اگر ثابت نہیں تو یہودی کیوں اُن کو لونڈی کہتے ہیں؟

(۱) جواب

از مولانا عنایت رسول صاحب چریاکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

ام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا نام عبری زبان میں (ہاغار) הגר اور عربی میں (ہاجر) ہے یہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں۔

سفر الیشار میں جو یہودیوں کی ایک معتبر تاریخ ہے لکھا ہے کہ شہر بابل دار السلطنت نمرود میں جہاں تارح یعنی آذر اور ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے تمام خاندان

کے لوگ رہتے تھے ایک شخص حکیم ہنرمند ذکی الطبع فطین جو اکثر علوم و صنائع میں کمال رکھتا تھا رہتا تھا اُس کا نام رقیون רקיון تھا مگر وہ بہت مفلس و محتاج و مفلوک تھا تنگدستی و سختی سے وطن میں رہنا نامناسب سمجھکر مصر کی راہ لی جب وہ وہاں پہنچا اور اُس کی لیاقت و دانشمندی باشندگان مصر پر ظاہر ہوئی تو بادشاہ مصر نے اُس کو براہ قدردانی اعیان سلطنت میں داخل کیا رفتہ رفتہ بالکل حاوی ہوا بالآخر وہاں کا بادشاہ ہوگیا یہ پہلا شخص ہے جسکا لقب فرعون ہوا اسی فرعون کے زمانہ بادشاہت میں بوجہ قحط سالی کے حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے معہ اپنے اہل بیت کے مصر میں تشریف لے گئے!

رقیون רקיון اور رہاغان רהען دونوں عبری لفظ ہیں اور اس سے استدلال ہوسکتا ہے کہ وہ دونوں عبرانی یعنی بنی عیبر تھے اور کیا عجب ہے کہ اُسی قبیلہ کے ہوں جس قبیلہ کے حضرت ابراہیم تھے اور ظاہرا اسی خیال سے کہ بادشاہ مصر اُن کا ہموطن یا ہم قبیلہ ہے اس قحط و مصیبت میں حضرت ابراہیم نے مصر میں جانے کا قصد کیا ہو جیسا کہ ہر ایک انسان کو ایسے موقع پر اس قسم کا خیال ہوسکتا ہے۔

جب حضرت ابراہیم مصر میں پہونچے اور اُنھوں نے حضرت سارہ کا اپنی بی بی ہونا ظاہر نکیا بلکہ بہن ہونے کا جو رشتہ تھا وہ ظاہر کیا تو فرعون نے حضرت سارہ سے شادی کرنی چاہی اور حضرت ابراہیم کو بہت کچھ دیکر حضرت سارہ کو بقصد شادی اپنے گھر لے گیا۔

اس واقعہ سے بھی استدلال ہوسکتا ہے کہ فرعون بادشاہ مصر کو بسبب ہم قوم ہونے کے زیادہ تر حضرت سارہ سے شادی کرنے کی رغبت ہوئی تھی۔

غرض کہ ہنوز شادی نہ ہونے پائی تھی کہ مختلف قسم کے صدمات فرعون پر واقع ہوئے اور اُن کے سبب سے فرعون نے حضرت سارہ کے حال کی زیادہ تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابراہیم کی بیوی بھی ہیں اُسی وقت فرعون نے اُن کو حضرت ابراہیم کے پاس بھیجدیا اور ہاجرہ اپنی بیٹی کو بھی اُن کے سپرد کیا۔+

فرعون نے جو اپنی بیٹی ہاجر کو حضرت سارہ کے ساتھ کردیا ظاہراً اُس کے کئی سبب معلوم

ہوتے ہیں ابراہیم اور سارہ کی نیکی اور بزرگی اور اُن کا اور فرعون و ہاجر کا ہمقوم ہونا اس بات کے لیئے بڑی رغبت ہوئی ہوگی کہ فرعون اپنی بیٹی کو اُن کی تعلیم و تربیت اور صحبت میں سپرد کرے کیونکہ مصری اس کے قوم و قبیلہ سے نہ تھے۔ علاوہ اس کے اُس زمانہ میں اور اُس خاندان میں شادی وبیاہ میں ہم کفو ہونے کا بہت خیال تھا مصر میں رقیون فرعون مصر کے خاندان کا کوئی شخص نہ تھا اور یہ بہت بڑی ترغیب اس بات کی تھی کہ ہاجر سارہ کے سپرد کیجاوے تاکہ اُن کی تربیت میں رہے اور کہیں کفو میں اُس کی شادی ہوجاوے۔ رخصت کے وقت فرعون نے اپنی بیٹی ہاجر کو سمجھایا کہ تیرا رہنا ان کے ساتھ تیرے لئے میرے پاس رہنے سے بہتر ہے۔ اس سمجھانے سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کس خیال سے فرعون نے اپنی بیٹی اُن کے سپرد کی تھی۔

بعد اس کے جب حضرت ابراہیم معہ ہاجر فرعون کی بیٹی کے وہاں سے چلے تو فرعون نے اُن کے ساتھ پیادے مامور کیئے تاکہ بحفاظت پہنچ جاویں چنانچہ یہ سب لوگ بآرام تمام معہ اموال و اثقال و لونڈی و غلام وغیرہ کے جو بادشاہ مصر نے اُن کو دیئے تھے اپنے ملک میں جہاں اونہوں نے سکونت اختیار کی تھی بخیر و خوبی پہونچ گئے۔ اُس وقت ابراہیم ہاجر کی بدولت بہت دولتمند و مالدار ہوگئے۔ چنانچہ توریت میں لکھا ہے:-

וַיַּעַל אַבְרָם מִמִּצְרַיִם הוּא וְאִשְׁתּוֹ וְכָל־אֲשֶׁר־לוֹ
וְלוֹט עִמּוֹ הַנֶּגְבָּה׃ וְאַבְרָם כָּבֵד מְאֹד בַּמִּקְנֶה בַּכֶּסֶף
וּבַזָּהָב׃

ان لفظوں کو اس مقام پر عربی خط کے حرفوں میں لکھتے ہیں۔

وَيَّعَل اَبْرَام مِمِصْرَايِم هُوَ وَاِشْتُو وَكَلْ اَشرلو ولُوط عِمُّو هَنّغبا
وابرام كابيد مِئود بِمِقْنه وبكسف وبزهاب -

ترجمہ عربی "فصعد ابرام من مصر هو و زوجة و كل ماله و لوط معه الى القبلة و ابرام عظيم جدا بالماشية و الفضة و الذهب"

ترجمہ اردو "اور کوچ کیا ابراہیم نے مصر سے اُس نے اور اُس کی بی بی نے مع اپنے کل مال کے اور لوط کے شمال کی طرف کو۔ کتاب پیدایش باب ۱۳۔ آیت ۱ و ۲؛

غرض کہ اس مؤرخ کے بیان سے ظاہر ہے کہ ہاجرہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں تعلیم و تربیت کے لیئے سارہ کے سپرد کی گئی تھیں۔ اور ان کا ہمو طن ہونا بلکہ ادنیٰ تامل سے اہل خاندان سے ہونا پایا جاتا ہے۔

مفسرین توریت بھی حضرت ہاجرہ کو بادشاہ مصر کی بیٹی لکھتے ہیں۔ چنانچہ (ربی شلومو اسحاق) نے کتاب پیدایش کے سولویں باب کی پہلی آیت کی تفسیر میں جو لکھا ہے اوس کو بعینہ اس مقام پر نقل کرتے ہیں۔

בַּת פַּרְעֹה הָיְתָה כְּשֶׁרָאָה נִסִּים שֶׁנַּעֲשׂוּ לְשָׂרָה
אָמַר מוּטָב שֶׁתְּהֵא בִתִּי שִׁפְחָה בְּבַיִת זֶה וְלֹא גְבִירָה
בְּבַיִת אַחֵר:

اس عبارت کو عربی خط کے حرفوں میں لکھا جاتا ہے۔

"بَث پَرعُہ ہایثا کِشّرا اِنّسیم شِنعَشُو لِسارَہ آمَر مُوطَاب
شِتّہا بِتّی شِفحَہ بِبیت زہ ولو گبیرَہ بیت آحیر"

(ترجمہ عربی) "ہی کانت بنت فرعون لما رأی الایات التی اخرجت بسارة قال ما اطیب ان تکون بنتی خادمة فی بیت ذا ولا ان تکون سیدة فی بیت اخر" +

(ترجمہ اردو) "وہ فرعون کی بیٹی تھی جب دیکھا اُن کرامات کو جو بوجہ سارہ واقع ہوئیں تو کہا بہتر ہے کہ رہے میری بیٹی اُس کے گھر میں خادمہ ہو کر اس سے کہ ہو دوسرے کے گھر میں ملکہ" +

اس عبارت کا ترجمہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ "میری بیٹی کا رہنا اس کے خاندان میں خادمہ ہو کر بہتر ہے دوسرے کے خاندان میں ملکہ ہو کے رہنے سے" +

سنہ ۱۸۵۰ء میں بمقام کلکتہ اسی بات کا مباحثہ ہوا تھا اور اکثر یہودیوں نے اس بات کو تسلیم کیا تھا کہ حضرت ہاجر لونڈی نہیں تھیں بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں۔

توریت مقدس سے کسی طرح حضرت ہاجرہ کا لونڈی ہونا ثابت نہیں ہے نہایت صاف اور روشن بات ہے کہ اُس وقت کے حالات پر جو ہم نظر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں لونڈی و غلام دو طرح پر ہوتے تھے شرلے اور غنیمت سے یعنی یا تو وہ لونڈی و غلام ہوتے تھے جو لڑائی میں اسیر ہو کر آتے تھے اور وہ (شبیوث حرب) שביות חרב کہلاتے تھے یعنی غنیمت جنگ سیف یا وہ لونڈی اور غلام کہلاتے تھے جو خریدے جاتے تھے اور اُن کو מקנת כסף مقنت کسف کہتے تھے یا اُن کی اولاد لونڈی و غلام ہوتی تھی ילוד בית یلید بایث ولید البیت یعنی خانہ زاد۔ مگر حضرت ہاجران باتوں سے پاک تھیں پھر وہ کیونکر لونڈی ہو سکتی تھیں اُنکو لونڈی کہنا محض بہتان ہے؛

اب رہی یہ بات کہ یہودی ان کو کیوں لونڈی کہتے تھے اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ یہودی بنی اسمعیل کی ہمیشہ حقارت کرتے ہیں اور ضد و عداوت سے ایسی باتیں جن سے بنی اسمعیل بہ نسبت بنی اسرائیل کے حقیر سمجھے جاویں منسوب کرتے ہیں اور اسی خیال سے اُن لوگوں نے غلط طور پر توریت مقدس سے بھی حضرت ہاجر کے لونڈی ہونے پر استدلال کیا ہے مگر وہ استدلال سرتا پا غلط اور بالکل تحریف ہے جسکو بالتفصیل ہم بیان کرتے ہیں؛

حضرت سارہ ادھیڑ ہو گئی تھیں اور اُن کی اولاد نہ ہوئی تھی اس لئے اُنہوں نے حضرت ہاجر کو زوجہ بنانے کی اجازت دی کہ اُنہیں سے کچھ اولاد پیدا ہو چنانچہ ہاجر سے حضرت اسمعیل پیدا ہوئے اس کے چند روز بعد حضرت سارہ بھی حاملہ ہوئیں اور حضرت اسحاق پیدا ہوئے۔

حضرت اسحاق کئی برس کے ہو گئے تھے اُن کا دودھ بھی چھٹ چکا تھا اور حضرت اسمعیل ان سے عمر میں کچھ بڑے تھے دونوں میں آپس میں کچھ تکرار ہو گئی جیسا کہ دو بچوں میں ہو جاتی ہے حضرت سارہ کو یہ بات بُری معلوم ہوئی اور اس لڑائی جھگڑے میں حضرت ابراہیم سے کہا کہ اس لونڈی کو اور اُس کے لڑکے کو نکال اور اس مقام پر جو حضرت سارہ نے حضرت ہاجر کو لونڈی کہا اس سے

یہ استدلال نہیں ہوسکتا کہ وہ حقیقت میں لونڈی تھیں بلکہ جس طرح عورتیں لڑائی غصہ میں خصوصاً جبکہ دو عورتوں بلکہ دو سوکنوں میں بچوں پر تکرار ہوجاوے ایک دوسرے کو تہتک اور حقارت کے کلمے کہہ اٹھتی ہیں اسی طرح حضرت سارہ نے بھی یہ لفظ آمہ אמה یعنی لونڈی کا حضرت ہاجر کی نسبت کہا اس سے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ وہ درحقیقت لونڈی تھیں مگر یہودیوں کو اور جو لوگ یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں اُن کو ایک موقع حضرت ہاجر کو لونڈی کہنے کا مل گیا۔

حضرت سارہ کی اس بات سے حضرت ابراہیم نہایت ناراض ہوئے مگر خدا نے اُن کی تسلی کی اور کہا کہ اس لونڈی اور بچہ کی طرف سے رنج مت کر تو ان کو نکال دے میں اس لونڈی کے بچہ سے ایک قوم پیدا کرونگا ؛

اس مقام پر جو خدا نے لونڈی کہا وہ بعینہ نقل حضرت سارہ کے قول کی ہے یعنی سارہ نے جسکو حقارت سے لونڈی اور لونڈی کا بچہ کہا ہے اسی سے میں ایک قوم پیدا کروں گا یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی شخص کسی لایق آدمی کو کہے کہ یہ نالایق کیا کام کریگا اور دوسرا شخص کہے کہ دیکھئے یہ نالایق کیا کام کرتا ہے پس اس دوسرے شخص کا بھی اُس کو نالایق کہنا اس بات کی دلیل نہیں ہوسکتا کہ درحقیقت وہ شخص نالایق ہے۔ اور جبکہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ حضرت ہاجر بیٹی رقیون بادشاہ مصر کی بلکہ ہمقوم و ہموطن ابراہیم کی تھیں اور جو وجوہ رقیت کی اُس زمانہ میں تھیں اُن سے بھی حضرت ہاجر بری تھیں تو ان الفاظ سے جو لڑائی و جھگڑے و غصہ میں بولے گئے ہیں کسی طرح اُن کا واقعی لونڈی ہونا مراد نہیں ہوسکتا ٭

علاوہ اس کے لفظ آمہ אמה مجازاً محاورہ میں زوجہ پر بھی بولا جاتا ہے یہودیوں میں دستور تھا کہ دختر کا باپ بروقت شادی کے بعوض دختر کے پسر کے باپ سے کچھ روپیہ لیتے تھے تب بیٹی دیتے تھے جیسے کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی بعض قوموں میں دستور ہے اور اس دستور کو بیٹی کا بیچنا کہتے تھے مگر وہ لونڈی نہ ہوتی تھی بلکہ زوجہ شرعی ہوتی تھی اور تمام حقوق زوجیت کے اُس کو حاصل ہوتے تھے ایسی زوجہ پر بھی لونڈی کا مجازاً اطلاق ہوا ہے چنانچہ توریت مقدس کی دوسری کتاب باب ۲۱۔ آیت ساتویں میں لکھا ہے کہ "خدا نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کو بیچے (آمہ) ہونے کے لئے تو وہ لونڈیوں کی طرح نکل نہ جائیگی اگر وہ اپنے

مالک کی نظر میں ناپسند ہو جس سے اُس نے زفاف نہیں کیا تو فدیہ دیگا بوجہ ناپسند ہونے کے اجنبی قوم کے پاس بیچ نہیں سکتا اور اگر اپنے پسر کی جلوت میں دیا تو لڑکیوں کے دستور کے موافق برتاؤ ہوگا۔ اور اگر اسکے اوپر دوسری کرلی تو حقوق زوجیت یعنی کھانا کپڑا خلوت کم نہ کریگا اور اگر یہ تینوں امر اسکے ساتھ نہ کئے جاویں تو بلا زر چھوٹ جاویگی ؎

جو کہ ان آیتوں سے مسایل فقہیہ مستنبط ہوتے ہیں اس لئے علماء یہود نے اس میں بہت غور کی ہے کل مباحثہ لکھنا طول ہے مگر جس قدر کہ اس مقام کے مناسب ہے مختصراً لکھا جاتا ہے۔

ان آیتوں میں لفظ آمہ אָמָה سے لونڈی مراد نہیں ہوسکتی اول تو انہی آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں لونڈی سے بیوی یعنی زوجہ شرعی مراد ہے دوسرے یہ کہ یہ سب آیتیں بنی اسرائیل کی شان میں ہیں جیسا کہ سیاق دلالت کرتا ہے اور بموجب توریت مقدس کے لونڈیوں کی طرح بنی اسرائیل کی بیع و شری جایز نہیں ہے چنانچہ اسکی تفصیل توریت مقدس کی تیسری کتاب باب ۲۵۔ آیت ۴۲۔ اور دوسری کتاب باب ۲۲۔ آیت ۳ میں مندرج ہے بنی اسرائیل چوری کے جرم میں یا دشمن کی قید میں سے چھوڑا لینے کے لئے خریدے جاتے تھے اور صرف سات برس تک مالک کی بطور غلام کے خدمت کرتے تھے حضرت یوسف کے بھائی بھی چوری کے جرم میں بطور غلام رکھ لئے گئے تھے مگر وہ غلام نہ تھے۔

اور اگر فرض کریں کہ اس آیت میں جو احکام ہیں وہ غیر بنی اسرائیل کے لئے ہیں تو بھی آیت کے معنی درست نہ ہوں گے کیونکہ غیر بنی اسرائیل لونڈی و غلام پچاسویں برس از خود آزاد ہو جاتے تھے اور آیت میں حکم ہے کہ وہ آزاد نہ ہوگی اس مقام پر تفسیر رشی کی عبارت نقل کی جاتی ہے جس سے مطلب مذکور ثابت ہوتا ہے۔

אם רעה בעיני אדניה: שלא נשא את חן
בעיניו לכונסה: אשר לא יעדה: שהיה לו
ליעדה להכניסה לו לאשה וכסף קנינה
הוא כסף קדושיה וכאן רמז לך הכתוב

[illegible]
שים אחרים:

صورت اسکی عربی خط میں

توراة

اَم رَاعه بِعينى اَدُونيها شِلاَّ ناسه حين بِعيناو لِحو نساه اشر لاَ يعاداه +
شِهايا لوليعاداه لِهيحنيساه لولاثنا وكيف قيتثاه هوكسف قدوشيها وكان رامر لاخ هكا توب شمضوه بيعود و رامر لاخ شايناصريخه قدوشيم آحريم ـــ

(ترجمہ عربی) وان قبحة بعين بعلها - الله تخلوتها ما هوى الذى لم يزفها وكان له ان يزفها ويتخلى بها لا تزويج وثمن شرايها هو ثمن نكاحها وفى الاية كناية بامر النكاح وبانه لا يجوز مع الغير عرسها - +

اردو ترجمہ (توریت) اگر بری ہے اپنے خاوند کی نظروں میں (تفسیر) کہ اُسے رغبت نہ ہوئی اُس کے ساتھ خلوت کی (توریت) جس نے زفاف نہ کیا (تفسیر) کہ اسکو مناسب تھا اُس سے زفاف اُس کے ساتھ خلوت کرنا جو رد کرنے کے لئے اور قیمت اُس کی خرید کی قیمت ہے اُس کی شادی کی اور یہاں کنایہ ہے کہ آیت میں حکم شادی کا ہے اور کنایہ ہے کہ وہ دوسرے سے شادی کرنے کی مجاز نہیں۔

اسی موقع پر اس بات کا بھی خیال کرنا چاہئے کہ جس طرح ایسی جورو پر جسکی بابت بعوض شادی روپیہ دیا گیا ہو مجازاً لونڈی کا اطلاق ہوا اسی طرح ایسی جورو پر بھی جو بطور ڈولہ کے آئی ہو مجازاً لونڈی کا اطلاق ہوا ہے جیسے کہ ابی غایل حضرت داؤد کی بیوی پر لونڈی اور خادمہ کا اطلاق ہوا ہے جس کا ذکر عنقریب آتا ہے اور چونکہ یہ امر حضرت ہاجرہ کے حال سے بھی نہایت مناسب تھا اس لئے مجازاً اُن کی نسبت بھی آمہ یعنی لونڈی بولا گیا مگر جبکہ رقیت کسی طرح ثابت نہیں ہے تو اس لفظ سے حقیقی لونڈی مراد ہو نہیں سکتی - +

اگر یہ کہا جاوے کہ ان مقاموں میں بھی آمہ سے جورو مراد ہے مگر سریہ تو یہ کہنا بھی صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ جب بنی اسرائیل کی لڑکیاں لونڈیاں ہو ہی نہیں سکتی تھیں تو سریہ کیونکر ہو سکتی ہیں۔

اور اگر یہ شبہ کیا جاوے کہ جن مقاموں کا بیان ہوا وہاں قرینہ ہے جس سے آمہ سے لونڈی مراد نہیں ہو سکتی۔ مگر جہاں حضرت ہاجر کی نسبت آمہ کا اطلاق ہوا ہے وہاں کیا قرینہ ہے جس سے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی لئے جاویں اس شبہ کے رفع کرنیکو ناظرین کو ذرا توجہ کی تکلیف دیجاتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بلکہ اُن کے بعد بھی یہ دستور تھا کہ لونڈی میراث نہیں پاتی تھی چنانچہ اسی وجہ سے لیا اور راحیل یعقوب علیہ السلام کی بیویوں نے اُن سے کہا کہ "کیا اب ہمارے لئے اپنے باپ کے گھر میں کچھ حق میراث ہے کیا ہم اجنبیہ نہیں شمار کئے گئے کیونکہ بیچ ڈالا ہمکو اور قیمت بھی کھا گیا۔ پیدائش باب ۳۱۔ آیت ۱۴ و ۱۵"

اور لونڈی کی اولاد جو دوسری سے ہو وہ بھی لونڈی اور غلام ہوتی تھی اُن کے لئے میراث نہ تھی چنانچہ یہ حکم موسیٰ کو بھی دیا گیا اور لونڈی کی اولاد جو مالک سے ہو وہ بیوی کی اولاد کے ساتھ میراث نہیں پاتی تھی جو کچھ باپ اُن کو اپنی زندگی میں دیدیوے وہی اُن کو ملتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ ابراہیم علیہ السلام نے قطورہ کی اولاد کو اپنی زندگی میں کچھ دیکر الگ کر دیا تھا جیسا کہ کتاب پیدائش باب ۲۵ میں مندرج ہے۔ جبکہ یہ قاعدہ شرعی معلوم ہو گیا تو اب اصل مطلب کی طرف رجوع کرنا چاہئے کہ جب سارہ نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ اس لونڈی اور اس کے لڑکے کو نکال تو اس کی وجہ یہ بیان کی کہ میراث نہ پاوے لونڈی بچہ میرے بیٹے اسحاق کے ساتھ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سارہ کو اندیشہ یہی تھا کہ اسمٰعیل اسحاق کے ساتھ میراث پاویں گے پس اگر ہاجر لونڈی ہوتیں یا اسمٰعیل لونڈی بچہ ہوتے تو میراث پانے کا خیال کیونکر ہوتا بلکہ اُس وقت کی شریعت میں یہ حکم تھا کہ زوجہ مطلقہ میراث نہیں پاتی تھی اور جس لڑکے کو باپ عاق یعنی ساقط المیراث کر دیتا تھا وہ بھی میراث سے محروم ہو جاتا تھا اس لئے حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم سے درخواست کی تھی کہ ہاجر کو اور اُس کے لڑکے کو نکال دے یعنی

ایک کو طلاق دے اور ایک کو عاق کرے تاکہ دونوں مستحق میراث نہ رہیں یہ قرینہ ہے کہ ان آیتوں میں آمہ کا لفظ جو خلاف محل واقع ہوا ہے اس سے اس کے مجازی معنی مراد ہیں اور حقیقی مراد نہیں ہو سکتے۔ علاوہ اس کے اور بھی قرینہ قویہ ہیں جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

ان مقامات کے سوا کسی مقام میں حضرت ہاجرہ کی نسبت لونڈی کا لفظ توریت میں نہیں آیا ہے بلکہ شفحہ שִׁפְחָה کا لفظ آیا ہے اور شفحہ کے معنی لونڈی کے نہیں ہیں انقلوس یہودی نے جس نے توریت کا ترجمہ کالدی زبان میں کیا ہے شفحہ کا ترجمہ امتا جو بمعنی امۃ ہے لکھا ہے اور اس سبب سے اکثر مترجموں نے توریت کے ترجموں میں جو اور زبانوں میں کئے اس لفظ کا لونڈی ترجمہ کیا حالانکہ لونڈی کو عبری زبان میں (آمہ) אָמָה کہتے ہیں جو عربی لفظ امۃ کا مرادف ہے اور شفحہ کے معنی خادمہ کے ہیں ہم تفرقہ بتانے کے لئے سمول باب ۲۵ کی ۴۱ آیت نقل کرتے ہیں اس سے امہ اور شفحہ کا فرق ظاہر ہو جاویگا

וַתֹּאמֶר הִנֵּה אֲמָתְךָ לְשִׁפְחָה לִרְחֹץ רַגְלֵי עַבְדֵי אֲדֹנִי׃

اس عبارت کو عربی حرفوں میں لکھا جاتا ہے

وتومر هِنّه امانخا لِشفحہ لرحوص رَغلی عَبْدِی اَدُونی۔

(ترجمہ عربی) وقالت نعم انا امۃ لہ خادمۃ تغسل رجل عبید سیدی

(ترجمہ اردو) اور کہا ہاں اس کی لونڈی خادمہ ہے اپنے سردار کے خادموں کا پانوں دھونے کے لئے۔

یہ قول ابی غایل حضرت داؤد کی بی بی کا ہے جبکہ حضرت داؤد نے اس کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا تھا اور وہ بطور ڈولہ کے حضرت داؤد کے ہاں آئی تھیں۔

شفحہ کے اصلی معنی جیسا اہل لغت لکھتے ہیں قبیلہ کی عورت کے ہیں یا وہ اس لفظ کا اور (مشپاحہ) מִשְׁפָּחָה کا جس کے معنی قبیلہ کے ہیں ایک ہے لیکن عرف میں اس کے معنی خادمہ کے ہیں پھر اس لفظ سے لونڈی سمجھنا یا غلطی ہے یا تعصب ہے۔

تیسرا مقام جہاں سے اُن کے لونڈی ہونے پر استدلال کرتے ہیں پیدایش باب ۲۵ پہلی آیت سے ۶ آیت تک جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اور ابراہیم نے پھر عورت کی جس کا نام قطورہ تھا اور اُس سے زمران یقشان مدان مدیان یشباق شوخ پیدا ہوئے۔ اور یقشان کے شبا اور ددان پیدا ہوئے۔ ددان کی اولاد اشوریم لطوشیم لامیم۔ مدیان کی اولاد عیفا عیفر حنوخ ابی دع اور الداعا یہ سب قطورہ کی اولاد ہیں۔ اور دیا ابراہیم نے جو کچھ اُن کے تھا اسحاق کو۔ اور سریہ کی اولاد کو ابراہیم نے اپنی حیات میں کچھ دیکر اسحاق کے پاس سے نکال دیا پورب طرف شرقی عرب میں ؛۔ یہاں چھٹی آیت میں واقع ہے וְלִבְנֵי הַפִּילַגְשִׁים لِبنی ہپیلغشیم جس سے استدلال کرتے ہیں פִּילֶגֶשׁ پیلغش פִּלֶגֶשׁ پلغش جسے کلدی میں פְּלַקְתָּא پیلقتا کہتے ہیں یا לְחֵינְתָּא لحینا بولتے ہیں اس کے معنی بے شبہ سریہ ہیں اور اس کی جمع موافق قاعدہ کے פִּילַגְשִׁים پیلغشیم آتی ہے ابی سلیمان ابن اسحاق نے لکھا ہے נָשִׁים בִּכְתֻבָּה פִּילַגְשִׁים בְּלֹא כְתֻבָּה اس کے معنے یہ ہیں کہ جس کے لئے تنبہ صداق یعنی کابین نامہ ہو اُسے نشیم کہتے ہیں اور جس کے لئے کابین نامہ نہ ہو اُسے پیلغشیم کہتے ہیں بہر نوع یہ امر ثابت ہے کہ پیلغش سریہ ہے استدلال یہ ہے کہ آیت میں پیلغشیم یہ لفظ جمع ہے اور اُس سے مراد قطورہ اور ہاجرہ ہیں کیونکہ سارہ کے سوا کبھی دو بیویاں ابراہیم کی ثابت ہیں اسلئے یہ سریہ ہونگی فقط یہ شبہ پیلغشیم کے لفظ سے پیدا ہوا حال یہ ہے کہ عبری میں جمع یے اور میم سے آتی ہے لہذا جمع پیلغشیم ہونا چاہئیے۔ لیکن توریت میں اُس مقام میں پلغشم بدون یے کے وارد ہے پیلغشیم نہیں ہے اس لفظ پر مفسرین نے بحث کی ہے بعض نے اس کو جمع مانا ہے اور یے کے نہ ہونے کی یہ توجیہ کی ہے کہ ابراہیم کے ایک ہی سریہ تھی اس واسطے یے کو گرا دیا۔ رشی

חָסֵר כְּתִיב שֶׁלֹּא הָיְתָה אֶלָּא פִּילֶגֶשׁ אַחַת:

مقصور لکھا گیا کیونکہ ایک ہی سریہ تھی۔ ساتھ ہی اس کے اس مفسر نے یہ بھی لکھدیا ہے کہ وہ سریہ ہاجر تھیں اور وہی قطورہ ہیں یعنی ہاجر اور قطورہ ایک ہی کا نام ہے یہ بات صحیح نہیں

معلوم ہوتی جس کا بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اسی طرح اکثر مفسرین نے تسلیم کیا ہے کہ سریہ ابراہیم کی ایک ہی تھی لفظ پلیغشیم سے جمع مقصود نہیں اور نہ بصورت جمع ہے تو اسی وجہ سے اونقلوس نے جو قدیم مترجم ہے اس لفظ کے ترجمہ میں לְחֵינְתָא لحیناتا لفظ واحد اختیار کیا ہے ایسی حالت میں اس سے استدلال کیونکر ہوسکتا ہے کیونکہ مدار حجت جمعیت تھی اور وہ غیر مسلم ہے باقی رہی یہ بات کہ وہ سریہ جسکی شان میں یہ آیت وارد ہے ہاجر ہیں اس بیان سے کہ ہاجر ہی کا نام قطورہ ہے دعویٰ بلادلیل ہے سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ اس باب میں قطورہ اور اون کی اولاد کا ذکر ہے اور انہیں کو آیت سریہ بتاتی ہے علاوہ اس کے וּבְנֵי קְטוּרָה سفر التواریخ اول کے پہلے باب کی ۳۲ آیت میں جہاں سب کے نسب نامے لکھے ہیں جو اہل کتاب میں معتبر ہے لکھا ہے ۔ וּבְנֵי קְטוּרָה פִּילֶגֶשׁ אַבְרָהָם ۔ ترجمہ۔ اور بنی قطورہ سریہ ابراہیم فلاں اور فلاں یہ وہی اشخاص ہیں جنہیں پیدائش کے باب ۲۵ میں قطورہ کی اولاد گنایا ہے اور فلسطین کے پورب سکونت کی اجازت دی ہے یہاں سے قطورہ کا سریہ ہونا بخوبی ثابت ہے اور اسی مقام پر ۳۳ آیت کے اخیر میں لکھا ہے כָּל־אֵלֶּה בְּנֵי קְטוּרָה ؛ یہی سب قطورہ کی اولاد ہیں اس سے ثابت ہے کہ قطورہ ہاجر نہ تھیں ورنہ اسمعیل کو بھی ان میں شمار کرتا بلکہ اسی باب کی ۲۶۔ آیت میں گنایا ہے ابراہیم کے بیٹے اسحاق اور اسمعیل اُس وقت یہ دستور تھا یعنی اکثر یہ محاورہ تھا کہ بیان نسب میں سریہ کی اولاد کو ماں کی طرف نسبت کرتے تھے اور بیوی کی اولاد کو باپ کی طرف اسی لئے نسب نامہ اسمعیل کو ابراہیم کی طرف منسوب کیا اور قطورہ کی اولاد کی نسبت ابراہیم کی طرف نہیں کی بلکہ قطورہ کی طرف کی۔ علاوہ اس کے ہاجر کی اولاد پاران میں بسی اور قطورہ کی اولاد فلسطین کے پورب جیسا تورات میں بیان ہوا ہے باوجود ان سب تباین اور تغایر کے دونوں کو ایک کہنا جادٹ ہے علاوہ اس کے ابراہیم نے ہاجر کو طلاق دیا تھا اور ائمہ کو زن مطلقہ سے نکاح جائز نہیں۔ چنانچہ موسیٰ کی شریعت میں یہ حکم منصوص ہے تو اگر یہی شریعت ابراہیم کے وقت میں بھی تھی جیسا یہود دعوے کرتے ہیں تو یہ کہنا کہ قطورہ ہاجر ایک ہیں بالکل خلاف ہے اور اگر ابراہیم کے وقت میں یہ شریعت نہ بھی رہی ہو تو خلاف دستور انبیا کے ہے کسی نبی کا سوائے پیغمبر آخر الزمان کے

زن مطلقہ سے نکاح کرنا ثابت نہیں۔

اب ہم رجوع کرتے ہیں پیلغشیم کے لفظ اور اُس آیت کے معنی کی طرف اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ لفظ جمع ہے جیسا اب جو نسخے موجودہ مطبوعہ لندن و سٹروام وغیرہ دیکھے گئے اُن میں הַפִּילַגְשִׁים پیلغشیم ہے اور یم کے ساتھ لکھا ہوا خلاف بیان مفسرین کے پایا جاتا ہے تو بھی مدعا مستدل کا ثابت نہ ہوگا کیونکہ جایز ہے کہ یہ جمع הַפִּילַגְשִׁי پیلغشی پیلغشی اسم منسوب کی ہو جیسا کہ اسم منسوب کی جمع اس وزن پر متعارف ہے امثلہ ذیل سے واضح ہوگا

הָעִבְרִים מִצְרִים: חִתִּים: יִשְׁמְעֵאלִים יִשְׂרְאֵלִים:

وغیرہ بہت لفظ ہیں הַפִּילַגְשִׁי پیلغشی کے معنی سریہ زا ہیں جیسا اس ملک میں پرستار زادہ کہتے ہیں معنی آیت کے یہ ہیں کہ ابراہیم نے سریہ زا لڑکوں کو کچھ دیکر وہاں سے رخصت کر دیا اور ان کو فلسطین کے پورب بسنے کی اجازت دی۔ لیکن ان میں اسمٰعیل نہ تھے بلکہ اسی باب کی نویں آیت میں لکھا ہے کہ دفن کیا ابراہیم کو اسمٰعیل اور اسحاق اُن کے لڑکوں نے۔ توراۃ اور اُس کی تفسیر دیکھنے والوں پر بخوبی واضح ہو جاوے گا کہ ہاجر کا لونڈی ہونا کتب مقدسہ سے ثابت نہیں

(۲) جواب

از

نواب اعظم یار جنگ مولانا چراغ علی مرحوم

(۱) کوئی حدیث صحیح مرفوع ایسی نہیں ہے جس میں حضرت ہاجرہ ام اسمٰعیل علیہ السلام کو لونڈی یا سریہ یا ملک یمین کہا ہو۔

(۲) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ہاجرہ کی نسبت ایک ایسی ہے وہ بھی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے بلکہ حضرت ابوہریرؓہ سے ہے۔

ا۔ بخاری نے کتاب البیوع باب شراء المملوک من الحربی وھبتہ و عتقہ

میں روایت کی ہے +

حدثنا ابوالیمان اخبرنا شعیب حدثنا ابوالزناد عن الاعرج قال ابو سلمہ قال ابوھریرۃ ارجعوھا الی ابراھیم واعطوھا ھاجرہ فرجعت الی ابراھیم فقالت اشعرت ان اللہ تعالی کبت الکافر واخدم ولیدۃ	حدیث کی ابوالیمان نے کہ خبر دی مجھکو شعیب نے کہ حدیث کی مجھ سے ابوالزناد نے اعرج سے کہا ابوسلمہ نے کہا ابوہریرہ نے لوٹاؤ سارہ کو ابراہیم کے پاس اور دو اسکو ہاجرہ پھر آئی سارہ ابراہیم کے پاس پھر کہا جانا تمنے کہ اللہ تعالے نے ناکام کیا کافر کو اور خدمت کو دی لڑکی +

یہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے +

۲ - صحیح بخاری کتاب البیوع باب قبول الھدیۃ من المشرکین میں ہے -

قال ابوھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم ھاجر ابراھیم الخلیل بسارۃ فدخل قریۃ فیھا ملک او قال جبار فقال اعطوھا ھاجرہ الخ	کہا ابوہریرہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ ہجرت کی ابراہیم خلیل نے ساتھ سارہ کے پھر آئے ایک شہر میں اُس میں تھا ایک بادشاہ یا کہا ایک ظالم (یہ شک راوی کا ہے) پھر کہا دو سارہ کو ہاجرہ + الخ

یہ روایت بلا اسناد ہے +

صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالی واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا میں ہے -

حدثنا محمد بن محبوب حدثنا بن زید عن ایوب عن محمد عن ابی ھریرۃ قال لم یکذب ابراھیم الا ثلث کذبات اثنین منھن فی ذات اللہ عزوجل قولہ انی سقیم وقولہ	روایت کی محمد بن محبوب نے کہ نقل کی محمد بن زید نے ایوب سے اُس نے محمد سے اور اُس نے ابوہریرہ سے کہا نہیں جھوٹ بولا ابراہیم نے مگر تین جھوٹ دو ان میں سے تو صرف اللہ عزوجل کے ہیں

بل فعله كبيرهم هذا وقال بينما
هو ذات يوم وسارة اذ اتى على جبار
من الجبابرة فقيل له ان ههنا رجلا
معه امرأة من احسن الناس فارسل
اليه فسأله عنها فقال من هذه قال
الخليل اختي فقال الخليل لسارة
ليس على وجه الارض مؤمن غيري
وغيرك وان هذا سألني عنك
فاخبرته انك اختي فلا تكذبيني
فارسل اليها فلما دخلت عليه
ذهب يتناولها بيده فاخذ فقال
لها ادعي الله لي ولا اضرك فدعت
الله فاطلق ثم تناولها الثانية
فاخذ مثلها او اشد فقال ادعي
الله ولا اضرك فدعت الله تعالى
فاطلق فدعا بعض حجبته فقال
انكم لم تاتوني بانسان انما
اتيتموني بشيطان فاخدمها
هاجرة فاتته وهو قائم يصلي
فاومأ بيده مهيم فقالت رد الله
كيد الكافر والفاجر في نحره واخدم
هاجرة قال ابو هريرة تلك امكم
يا بني ماء السماء ۔

کہنا ابراہیم کا میں بیمار ہوں اور کہنا ان کا
بلکہ کیا ہے یہ اُن کے اس بڑے نے
اور کہا جبکہ وے ایک دن ساتھ سارہ
کے آئے ایک ظالم کے پاس ظالموں سے
پھر کہا گیا ظالم سے کہ یہاں ایک آدمی ہے
اُس کے ساتھ ایک عورت اچھی ہے سب
آدمیوں سے پھر بھیجا ظالم نے ابراہیم کے
پاس اور پوچھا سارہ سے کہ کون ہے یہ کہا
خلیل نے میری بہن ہے پھر کہا خلیل نے
سارہ کو نہیں ہے زمین پر مومن سوا میرے
اور تیرے اور اس ظالم نے پوچھا مجھ سے
تجھ کو پس خبر دی ہے اس کو میں نے کہ
تو میری بہن ہے پس مت جھٹلائیو تو
مجھکو پھر بھیجا ظالم نے سارہ کے پاس جب
آئی وہ اُس کے پاس گیا کہ پکڑنے لگا سارہ کو
اپنے ہاتھ سے پس جکڑا گیا پھر کہا سارہ سے
دعا کر اللہ سے میرے لئے اور نہ تکلیف
دوں گا تجھ کو پس دعا کی پس کھولا گیا پس
پکڑنے لگا اُن کو دوسری مرتبہ پس جکڑا گیا
ویسا ہی یا اُس سے بھی سخت پس کہا دعا کر تو
اللہ سے اور نہ تکلیف دوں گا تجھ کو پس دعا
کی اللہ سے پس کھولا گیا پھر بلایا اپنے
دربانوں میں سے پھر کہا تم نہیں لائے

میرے پاس آدمی تم لائے میرے پاس شیطان کو پھر خدمت کے لئے دی سارہ کو ہاجرہ پھر آئی سارہ اور ابراہیم کھڑے نماز پڑھتے تھے پس اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے کہ کیا حال ہے پھر کہا لوٹایا اللہ تعالیٰ نے مکر کافر اور فاجر کا اسی پر اور خدمت کو دی ہاجرہ کہا ابوہریرہ نے یہ ہے تمہاری ماں اے عرب والو +

یہ روایت بھی مرفوع نہیں ہے +

۴- صحیح بخاری کتاب النکاح باب اتخاذ سراری و ثواب من اعتق جاریۃ ثم تزوجھا میں ہے :-

حدثنا سلیمان بن حماد بن زید عن ایوب عن محمد عن ابی ھریرۃ لم یکذب ابراھیم الا ثلث کذبات بینما ابراھیم علیہ السلام مر بجبار ومعہ سارۃ فذکر الحدیث فاعطاھا ھاجرۃ قالت کف اللہ ید الکافر واخدمنی ھاجرۃ قال ابوھریرۃ فتلک امکم یا بنی ماء السماء

حدیث کی سلیمان بن حماد نے زید سے اس نے روایت کی ایوب سے اس نے محمد سے اور اس نے ابوہریرہ سے کہ نہیں جھوٹ بولا ابراہیم نے مگر تین جھوٹ جبکہ ابراہیم علیہ السلام گذرے ظالم پر اور ان کے ساتھ تھی سارہ پس ذکر کی ساری حدیث پھر دی سارہ کو ہاجرہ کہا روکا اللہ تعالیٰ نے ہاتھ کافر کا اور خدمت کو دی ہاجرہ کہا ابوہریرہ نے پس یہ ہے تمہاری ماں اے عرب والو

یہ روایت ابوہریرہ پر موقوف ہے +

۵- صحیح بخاری کتاب الاکراہ باب اذا استکرھت المراۃ علی الزنا میں ہے +

حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھاجر ابراھیم بسارۃ و

حدیث کی مجھ سے ابوالیمان نے کہ خبر دی مجھ کو شعیب نے کہ حدیث کی مجھ سے ابوالزناد نے اعرج سے اس نے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ابراہیم

دخل بها قرية فيها ملك من الملوك
او جبار من الجبابرة فارسل اليه ان
ارسل بها فارسل بها فقام اليها
فقامت توضئ وتصلي فقالت
اللهم ان كنت امنت بك و
برسولك فلا تسلط علي يد الكافر
فغط حتى ركض برجله +

نے ساتھ سارہ کے اور آئے شہر میں اس
میں تھا بادشاہ بادشاہوں سے یا ظالم
ظالموں سے پھر بھیجا اُس نے ابراہیم
کے پاس کہ بھیجدے سارہ کو پھر بھیجا
سارہ کو اور کھڑے ہوئے ابراہیم سارہ
کے پاس پس کھڑے ہوکر سارہ نے
وضو کیا اور نماز پڑھی پھر کہا اے خدا اگر
ایمان لائی ہوں میں تجھ پر اور تیرے رسول
پر پس مت قابو دے مجھ پر کافر کو پس ڈالا گیا یہاں تک کہ پیر مارنے لگا +

یہ روایت مرفوع ہے الا اس میں ہاجرہ کے سارہ کو دیئے جانے کا ذکر نہیں ہے +

۲ - صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل ابراهیم الخلیل میں ہے

حدثنا ابو الطاهر قال انا عبد الله
ابن وهب قال اخبرني جرير بن
حازم عن ايوب السجستياني عن
محمد بن سيرين عن ابي هريرة
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال لم يكذب ابراهيم النبي قط
الا ثلث كذبات .. فاعطاها
هاجرة فاقبلت تمشي فلما راها
ابراهيم عليه السلام انصرف
فقال لها مهيم قالت خيرا
كف الله يد الفاجر واخدم خادما
قال ابوهريرة فتلك امكم يا بني ماء السماء -

حدیث کی ابوطاہر نے کہا خبر دی مجھ کو
عبد اللہ بن وہب نے کہا خبر دی مجھ کو جریر
بن حازم نے ایوب سجستانی سے اس
نے محمد بن سیرین سے اُس نے ابوہریرہ
سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ نہیں جھوٹ بولا ابراہیم نبی نے مگر تین
جھوٹ .. پھر دی سارہ کو ہاجرہ پھر چلی
آئی سارہ جب دیکھا اُن کو ابراہیم نے
پھری پھر کہا کیا حال ہے کہا اچھا روکا
اللہ تعالی نے ہاتھ فاجر کا اور خدمت کو
دی خادم کہا ابوہریرہ نے یہ ہے تمہاری
ما اے عرب والو - +

(۳) - اب یہ امر تحقیق طلب ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے یا موقوف ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ روایت صرف حضرت ابوہریرۃ تک موقوف ہے +

(۱) بخاری کی سب سندی روایتوں میں حضرت ہاجرہ کے سارہ کو دیئے جانے کی روایت ابوہریرۃ تک ہے -

(۲) اس کے سوا ابن سعد کی روایت طبقات کبیر میں -

(۳) اور حافظ ابونعیم کی روایت میں بھی وقف ہے -

(۴) اور حمیدی صاحب جمع بین الصحیحین نے اسی پر جزم کیا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ روایت موقوف ہے -

(۵) اور علامہ ابن حجر نے اسی کو صواب یعنی صحیح اور درست قرار دیا ہے -

(۶) اور عبدالرزاق کی روایت میں معمر سے بھی وقف ہے -

قسطلانی نے شرح بخاری میں یہ لکھا ہے (جلد ۵ صفحہ ۲۷۹)

ولم یصرح برفعه فی روایة حماد بن زید الی رسول الله علی المعتمد الموافق لروایة والنسفی وکریمته کما رواه عبد الرزاق عن معمر	نہیں تصریح کی گئی اس کے مرفوع ہونے کی روایت حماد میں رسول اللہ تک اوپر معتمد کے جو موافق ہے روایت کریمہ اور نسفی کے جیسا کہ روایت کیا عبدالرزاق نے معمر سے +

(اور جلد ۵ صفحہ ۱۳)

کذا اورده موقوفا الکریمة والنسفی وکذا عند ابی نعیم وجزم به الحمیدی قال الحافظ ابن حجر واظنه الصواب فی روایة حماد عن ایوب -	ایسا ہی آیا ہے موقوف کریمہ اور نسفی کی روایت میں اور ایسا ہی نزدیک ابونعیم کے اور اسی کا یقین کیا حمیدی نے کہا حافظ ابن حجر نے مجھ کو گمان غالب ہے کہ وقف ہی صواب ہے روایت حماد میں ایوب سے +

البتہ جریر بن حازم نے ایوب سے جو روایت کی ہے اُس نے مرفوع کر دیا ہے مگر بخاری نے حماد کی روایت کو ترجیح دی ہے اور جریر بن حازم کی روایت قبول یا نقل نہیں کی علامہ قسطلانی نے مقام مذکور پر لکھا ہے ۔

وان ذٰلک هو السر فی عدم ایراد روایۃ ابن جریر معکونھا نازلۃ ۔ +	اور یہی بھید ہے نہ لانے روایت ابن جریر میں باوجود ہونے روایت حماد کے اتری ہوئی +

صحیح مسلم میں جو روایت مرفوع ہے اس کا راوی ایوب سے جریر بن حازم ہے اور وہی روایت ایوب سے حماد نے موقوف نقل کی ہے اور حماد جریر سے اثبت ہے یعنی زیادہ تر ثابت ہے چنانچہ علامہ قسطلانی نے (جلد ۵ صفحہ ۱۸۱) لکھا ہے ۔

قال الدار قطنی حماد اثبت من جریر	کہا دار قطنی نے حماد ثابت زیادہ ہے جریر سے +

البتہ نسائی اور بزار اور ابن حبان نے ہشام بن حسان کی روایت میں اور ابی ذر اسمٰعیلی اور ابن عساکر نے اس کو مرفوع کر دیا ہے مگر یہ ثابت ہوا ہے کہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ روایت موقوف ہے اور کسی روایت موقوف کا مرفوع کر دینا تو راویوں کا ایک معمولی محاورہ اور روزمرہ کی عادت ہے جب چاہا اور جس روایت کو چاہا (خواہ وہ کیسی ہی لغو ہو) قال قال رسول اللّٰہ کہدیا چلو وہ مرفوع ہو گئی !! علامہ ابن جوزی نے کتاب موضوعات کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ طبقہ اول والے جو روایت آپس میں کسی سے سُنتے تھے تو شدت وثوق کے باعث سے اُسکو جناب پیغمبر کی طرف منسوب اور مرفوع کر دیتے تھے +

کما قال کان السرب الاول صافیا فکان بعض الصحابۃ یسمع من بعض فیقول قال رسول اللّٰہ من غیر ذکر من رواہ لہ لانہ	کہا ابن جوزی نے تھا قرن اول صاف پس تھے صحابہ آپس میں سُنتے تھے ایک دوسرے سے پس کہتے تھے فرمایا رسول اللّٰہ صلعم نے بے اسکے کہ ذکر کریں جس سے

لایشك فی صدق الراوی +

روایت کی اُن سے کیونکہ نہیں شک کرتے تھے وے صدق راوی میں +

پس اسی طرح اَور راویوں نے یا خود ابو ہریرہ نے اس روایت کو ایک معمولی عادت کے طور پر مرفوع کردیا ہوگا +

(۴۳) یہ امر بھی قابل گذارش ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت وہی ایک طولانی روایت ہے جس میں حضرت ابراہیمؑ کے تین جھوٹ بولنے کا ذکر ہے (دیکھیے بخاری کی کتاب الانبیا اور مسلم کی کتاب الفضائل) اور اس روایت پر اہل بصیرت نے بنظر تنقید معنوی نظر کی ہے اور اسکو غیر صحیح اور باطل قرار دیا ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے —

واعلموان الحشویة روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ما کذب ابراهیم الا ثلث کذبات فقلت الاولی ان لایقبل مثل هذه الاخبار فقال علی طریق الاستنکار ان لم نقبله لزمنا تکذیب الرواة فقلت له یا مسکین ان قبلناه لزمنا الحکم بتکذیب ابراهیم وان رددناه لزمنا الحکم بتکذیب الرواة ولا شك ان صون ابراهیم عن الکذب اولی من صون طائفة من المجاهیل عن الکذب —

جان کہ روایت کی گئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کہا نہیں جھوٹ بولا ابراہیم نے مگر تین جھوٹ پس کہتا ہوں میں بہتر یہ ہے کہ نہ قبول کیا وے ایسی خبر پھر کہا بطریق انکار کے کہ اگر نہ قبول کریں ہم لازم آوے جھٹلانا راویوں کا پس کہتا ہوں میں اگر قبول کریں ہم لازم آوے جھوٹا ماننا ابراہیمؑ کا اور اگر رد کریں ہم لازم آوے حکم جھٹلانے راویوں کا اور نہیں شک کہ بچانا ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹ سے بہتر ہے — بچانے ایک گروہ مجہول سے جھوٹ سے

اور کتاب الباب فی علم الکتاب تصنیف عمر بن عادل حنفی میں بھی یہی عبارت منقول ہے اور شیخ الاسلام امین الدین طبرسی نے تفسیر مجمع البیان میں

لکھا ہے +

وماروی فی ذلک من ان ابراهیم کذب ثلث قوله انی سقیم وقوله کبیرهم وقوله لساره لما راها الجبار واخذها وکانت زوجته هذه اختی مما لایعول علیه +

اور جو روایت کیا گیا ہے اس میں کہ ابراہیم علیہ السلام سے تین جھوٹ بولے کہنا اُن کا میں بیمار ہوں اور کہنا اُن کا کہ اُن کے بڑے نے اور کہنا اُن کا سارہ کو جب دیکھا اُن کو ظالم نے اور لیا اُن کو اور تھی بیوی ابراہیم کی یہ ہے میری بہن ایسی پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے +

علامہ قسطلانی صاحب ارشاد الساری نے امام رازی کے قول مذکور کو نقل کر کے لکھا ہے +

فلیس بشیٔ واذ الحدیث صحیح ثابت (جلد ۵ صفحہ ۲۷) قول رازی کا کچھ نہیں ہے کہ حدیث صحیح اور ثابت ہے مگر اس حدیث کا صحیح ہونا اگر اصطلاح کے طور پر ہے اور غالباً یہی مراد بھی ہے تو اُسکی اصطلاحی صحت اُسکو حق اور سچا نہیں ٹھہرا سکتی مگر اوسکو ثابت قرار دینا غیر ثابت ہے اس لئے کہ کسی حدیث کے صحیح ہونے سے اس کا حق و ثابت ہونا لازم نہیں آتا علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی صاحب انسان العیون فی سیرۃ ابن مامون نے لکھا ہے ۔

لا یلزم من صحة الاسناد صحة المتن فقد یکون فیه مع صحة اسناده ما یمنع صحته فهو ضعیف

نہیں لازم آتا صحت سند سے صحت اصل حدیث کی کہ کبھی ہوتی ہے حدیث میں باوصف صحت سند کے جو منع کرے اُسکی صحت کو پس وہ حدیث ضعیف ہے

اور خود قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی وصف سبع ارضین (جلد ۵ صفحہ ۲۰۲) میں بعد نقل قول بیہقی کے (اسناده صحیح لکنه شاذ بالمعنی) لکھا ہے +

ففيه انه لا يلزم من صحة الاسناد صحة المتن كما هو معروف عند اهل هذا الشان فقد يصح الاسناد ويكون في المتن شذوذ او علة يقدح في صحته +

پس اس میں یہ ہے کہ نہیں لازم آتا صحت اسناد سے صحت متن کی جیسا کہ مشہور ہے اس فن والوں میں کہ کبھی صحیح ہوتی ہے سند اور ہوتا ہے متن میں شذوذ اور سبب جو نقص ڈالتا ہے اس کی صحت میں +

اور علامہ ابن جوزی نے رسالہ موضوعات میں لکھا ہے +

وقد يكون الاسناد كلها ثقات ويكون الحديث موضوعا او مقلوبا۔

کبھی ہوتے ہیں راوی سب ثقہ اور معتمد اور ہوتی ہے حدیث موضوع یا مقلوب +

(۵) اگر ہم قبول کرلیں کہ یہ روایت اصل میں مرفوع ہی تھی اور اس کو موقوف روایت کرنیکا الزام محمد بن سیرین ہی پر لگایا جاوے کہ وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اکثر روایتوں کو تخفیفا وقف ہی روایت کیا کرتے تھے (قسطلانی جلد ۵ صفحہ ۱۴) تاہم کچھ فایدہ نہ ہوگا کیونکہ یہ روایت مرسل قرار پاویگی کیونکہ ابوہریرہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا ہے اور حدیث مرسل اس وجہ سے کہ اُس کا راوی مجہول الاسم والحال ہے ضعیف ہوتی ہے (کذا فی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی للسیوطی) خصوصا حضرت ابوہریرہ کا ارسال کہ وہ جو کچھ پاتے تھے روایت کردیتے تھے محمود بن سلیمان کفوی نے کتاب اعلام الاخیار میں نقلا عن الصدر الشہید لکھا ہے+ +

لہ هو الامام برهان الائمة عمر بن عبد العزيز بن مازة المعروف بالحسام الشهيد المتوفى قتيلا سنه ۵۳۶ صاحب شرح اداب القاضي على مذهب ابي حنيفه كذا في كشف الظنون لحاجي خليفه القسطنطيني ۔ ۱۲

واما ابوھریرہ کان یروی کلما ابلغہ وسمعہ من غیر تامل فی المعنے	ابوہریرہ بھی روایت کرتے تھے جو انکو پہونچتا تھا اور جو سنتے تھے بے اسکے کہ تامل کریں معنوں میں ✣

(۶) یہاں تک تو اس حدیث کے مرفوع یا موقوف ہونے میں بحث تھی اب ہم اسکی دلالت کو دیکھتے ہیں کہ اس سے اس مشہور قول کی کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا لونڈی تھیں تائید ہوتی ہے یا نہیں ✣

بخاری کی تینوں روایتوں کے الفاظ (کتاب البیع - انبیا - النکاح) اور نیز مسلم (فضائل) کی روایت میں بھی کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے ہاجرہ کے سر پر ملک یمین ہونے کا ادنے شائبہ بھی پایا جاوے کتاب البیع کی روایت (اخدم ولیدۃ) ہے اور ولیدہ اُس لڑکی کو کہتے ہیں جو خدمت کرے اور خادمہ اور لونڈی میں فرق ہے - اور کتاب الانبیا میں (واخدم ھاجرۃ) ہے یہاں بھی ہاجرہ کا خدمت میں دیا جانا اسکی غلامی ثابت نہیں کرتا بلکہ خادم عام ہے چاہے آزاد ہو یا غلام - ایسا ہی حال کتاب النکاح والی روایت کا ہے (واخدمنی ھاجرۃ) کا خدمت سارہ میں دیا جانا غلامی نہیں ثابت کرتا اور ایسا ہی مسلم کی روایت میں (واخدمنی خادما) کسی طرح پر غلامی ثابت نہیں کرتا - پس ان الفاظ سے حضرت ہاجرہ کو لونڈی یا باندی سمجھنا محض ایک بے اصل بدگمانی ہے ✣

یہ بھی خیال ہے کہ یہ وہ اصل الفاظ نہیں ہیں جو حضرت سارہ نے فرمائے تھے کیونکہ ان کی زبان عربی نہ تھی اور یہ کہ روایتوں میں نقل بالمعنی اکثر ہوتی ہے - ✣

(۷) جامعین حدیث نے اس روایت کو اپنے سبق ظن کی وجہ سے ابواب بیع وہبہ اور استخاذ سراری میں درج کیا ہے اور یہ کسی طرح پر حجت نہیں ہوسکتا کیونکہ الفاظ روایت میں تو اس قسم کی کچھ بھی دلالت نہیں ہے پس جامعین نے تبویب احادیث میں ترجمہ اور عنوان باب کی بھرتی کرنے کیلئے یہ روایت ابواب مذکور میں داخل کی گو اسمیں کوئی وجہ ایسے ابواب میں جگہ پانے کی نہ تھی - پس جامعین نے یہود میں شہرت کی وجہ

سے خود دھوکا کھایا اور خلاف مناسبت باب ان روایتوں کے ترتیب دینے سے اوروں کو بھی مغالطہ میں ڈالا +

بخاری نے کتاب البیوع میں اس روایت کو باب شراء المملوک من الحربی و ھبتہ و بیعہ میں درج کیا ہے حالانکہ اس روایت میں ہاجرہ کا مملوک ہونا کسی طور سے ثابت نہیں ہو سکتا اور ہاجرہ کو بادشاہ مصر کی مملوک سمجھنا محض ایک اپنے ذہن سے بنائی ہوئی بات ہے اور کتاب النکاح باب اتخاذ سراری میں اس روایت کو نقل کرنا بالکل نامناسب ہے کیونکہ اس روایت کو اپنے مضمون سے کمال اجنبیت اور قطعاً مغایرت ہے اور بخاری کی جمع و ترتیب میں ایسی بے عنوانیوں کا وقوع اکثر ہے چنانچہ شیخ الاسلام محی الدین نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم فصل ۶ میں لکھا ہے ۔۔

بخلاف البخاری فانہ یذکر تلک الوجوہ المختلفۃ فی ابواب متفرقۃ متباعدۃ وکثیر منہا یذکرہ فی غیر بابہ الذی یسبق الیہ الفہم انہ اولی بہ ۔

بخاری ذکر کرتا ہے وجوہ مختلف کو ابواب متفرق اور بعید میں اور بہت حدیثیں ذکر کرتا ہے بخاری دوسرے باب میں سوا اس باب کے جس میں فہم کے موافق اس کا ذکر کرنا بہتر ہے +

چونکہ اس باب کے عنوان سے اس روایت کی عدم مطابقت اور نامناسبت خوب ظاہر اور واضح ہے تو اس قباحت اور شناعت کے دفع کرنے کو یہ مضمون بنا لیا گیا ہے کہ حضرت ہاجرہ مملوک تھیں اور حضرت ابراہیم کی سریہ تھیں یہ خیال فاسد صرف اس بے عنوانی کی توجیہ کے لئے بنایا گیا ہے چنانچہ قسطلانی نے لکھا ہے ۔

ومطابقۃ الحدیث للترجمۃ کما قال ابن منیر من حیث ان ھاجرۃ کانت مملوکۃ ۔

مطابقت حدیث کو عنوان باب سے جیسا کہ کہا ابن منیر نے اس وجہ سے ہے کہ ہاجرہ تھی مملوکہ +

مگر جب تک خارج سے یہ امر ثابت و متحقق نہ ہو وے کہ ہاجرہ مملوکہ اور سریہ تھیں تب تک نہ ابن منیر کا قول صحیح ہو سکتا ہے اور نہ بخاری کا ترجمہ مناسب ۔ ابن منیر کے

اس قول کو جو اس نے بخاری کی اس روایت کے عنوان باب سے مطابق کرنے کے لئے افترا کیا ہے علامہ ابن حجر عسقلانی نے غیر صحیح قرار دیا ہے چنانچہ فتح الباری میں لکھا ہے۔

ان اراد ان ذلک صریح فی الصحیح فلیس بصحیح۔	اگر ابن منیر نے یہ ارادہ کیا کہ مملوک ہونا صحیح حدیث میں ہے پس یہ صحیح نہیں ہے۔

(۸) مولوی حاجی علی بخش خاں صاحب (گورکھپور) باایں ہمہ اظہار تبحر و تبحر وغیرہ تتبع و تلاش حضرت ہاجرہ کے سریہ و مملوکہ ثابت کرنے کے سودائے خام میں جبکہ انھیں اور کچھ متمسک اور دلیل نہ ملی تو افترا و بہتان و توطیہ و طوفان پر مستعد ہوئے چنانچہ ابن منیر کے اس قول باطل کو (جس کی توجیہہ علامہ قسطلانی نے ابھی غیر صحیح قرار دی ہے) علامہ قسطلانی کی طرف منسوب کر کے تائید الاسلام کے صفحہ ۸۶ میں فرماتے ہیں "قسطلانی نے شرح بخاری میں ذیل حدیث بینما ابراهیم مر بجبار و معه سارة الحدیث میں لکھا ہے ان هاجرة كانت مملوكة وقد صح ان ابراهيم اولدها بعد ان ملكها فهو سرية انتهى"۔ حالانکہ یہ قول ابن منیر کا ہے جو قسطلانی نے مطابقۃ الحدیث للترجمہ کی توجیہہ میں نقل کیا ہے اور پھر اسے رد بھی کیا ہے۔ چنانچہ لفظ انتہی کے بعد لکھا ہے۔

وقد تعقبه فی الفتح فقال ان اراد ذلك صريحا فی الصحیح فلیس بصحیح۔	اور اس کے پیچھے کہا ہے فتح الباری میں اگر ارادہ کیا ابن منیر نے کہ یہ مملوک ہونا صحیح حدیث میں ہو پس یہ صحیح نہیں ہے۔

مگر مولوی علی بخش خاں صاحب کی بیجا عصبیت اور ناحق کوشی نے ان کو اس مغالطہ دہی پر مائل کیا کہ اول تو ابن منیر کے قول کو قسطلانی کی طرف منسوب کیا اور دوسرے قسطلانی نے جو اس پر فتح الباری سے اعتراض نقل کیا تھا اس کا کچھ تدارک نہ کیا۔

ابھی جناب مولوی علی بخش خاں صاحب کی علمی قابلیت اور عربیت کی داد دینی باقی ہے کیونکہ جناب مولوی صاحب موصوف نے اس عربی عبارت کا ترجمہ حاشیہ پر اس طرح کیا ہے "یعنی بلا شبہ ہاجرہ لونڈی تھیں اور یہ بات صحیح ہے کہ ابراہیم جب اُس کے مالک ہوئے تب وہ پیدا ہوئیں تو لونڈی ہیں ہا۔" اب یہ وہ مقام ہے کہ انسان ہنسی کے مارے لوٹ جاوے اور ان کے اس ترجمہ پر عش عش کرے کہاں وہ عبارت کہ ان ابراھیم لولدھا بعد ان ملکھا۔ یعنی ابراہیم کے بچہ پیدا ہوا ہاجرہ سے جب وے مالک ہو چکے تھے اس کے۔ اور کہاں یہ ترجمہ کہ حضرت ابراہیم جب اس کے مالک ہوئے تب وہ پیدا ہوئیں۔ سبحان اللہ مترجم صاحب کو علاوہ کشف و کرامات کے تاریخ دانی میں بھی دخل ہے +

(۹) حضرت ہاجرہ کی سرگزشت کتب تواریخ سے اس قدر معلوم ہوتی ہے کہ وہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں اس نے ان کو حضرت سارہ کی خدمت میں دیا تھا اور پھر ایک زمانہ بعد حضرت ابراہیمؑ نے بمشورہ حضرت سارہ کے ہاجرہ سے نکاح کیا جب اُن سے اسمعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو سارہ و ہاجرہ کی آپس کی رنجش کے باعث سے حضرت ابراہیمؑ نے ہاجرہ کو ارض فاران میں جو ملک حجاز ہے مقیم کیا +

کتاب برشلیث ربالہ (۱۵) میں جو یہود کی مذہبی کتاب ہے لکھا ہے کہ ہاجرہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھی علامہ قسطلانی نے شرح بخاری (جلد ۵ صفحہ ۲۰۸) میں لکھا ہے ؛

وکان ابو ہاجرۃ من ملوک القبط من حفن (بفتح الحاء المھملۃ وسکون الفاء) قریۃ بمصر۔	تھا باپ ہاجرہ کا بادشاہان قبط سے حفن میں جو قریہ ہے مصر میں +

اور پھر (جلد ۵ صفحہ ۲۷۹ میں) لکھا ہے :-

وکان ابو ھاجرۃ من ملوک القبط ؛	تھا باپ ہاجرہ کا ملوک قبط سے۔

ایسا ہی تاریخ طبری اور تاریخ خمیس سے معلوم ہوتا ہے +

مگران مورخوں نے اسی سبق ظن یعنی مملوکیت اور رقیت کے خیال پر یہ لکھا ہے کہ ہاجرہ قبیل ذالک الملک یا قبیل الرق بادشاہ قبط کی بیٹی تھیں۔ مگر اس تقریر کی رکاکت قابل لحاظ ہے۔ اس کے کیا معنی کہ اس سے پہلے وہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں۔ کیا مملوکیت سے ان کا بادشاہ کی بیٹی ہونا باطل ہوگیا تھا!!! توریت کے صفحہ اول باب ۱۶ ایسوق ۳ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی تھیں اور وہی لفظ ہاجرہ کی نسبت لکھا ہے جو سارہ کی نسبت ہے یعنی הגר ایشا جو رو پس وہ جو ہمارے یہاں کی بعض رواۃ و مورخین نے ہاجرہ کو حضرت ابراہیمؑ کی سریہ لکھا ہے وہ ان سے تساہل و تسامح ہوا ہے انہوں نے اپنے ملک کی رسم و عادات پر قیاس کرلیا ہے ایسی ہی مسند ابی یعلیٰ کی وہ روایت فاستوھبھا ابراہیم من سارۃ فوھبہا لہ الخ خلاف نص توراۃ کے ہے کیونکہ اسی باب ۱۶ میں صاف لکھا ہے کہ خود سارہ نے ابراہیم سے درخواست کی تھی کہ وہ ہاجرہ کو بیلیں اور خود سارہ نے ہاجرہ کو ابراہیم کی زوجیت میں دیا۔

(۱۷) اس بحث کے آخر میں بعض روایات مذہب امامیہ کا ذکر بھی ہونا ضرور ہے علامہ مجلسی کے بحار الانوار کی پانچویں جلد کتاب النبوۃ ورق ۵۹ نسخہ قلمی سنہ ۱۲۸۰ میں کافی کی روایت نقل کی ہے۔

کافی علی عن ابیہ وعدۃ من اصحابنا عن سہل جمیعا عن ابن محبوب عن ابراھیم ابن ابی زیاد الکرخی قال سمعت اباعبداللہ ۔۔۔۔ قال لہ احب ان تاذن لی ان اخدمہا قبطیۃ عندی جمیلۃ عاقلۃ یکون لہا خادما قال فاذن لہا ابراھیم فدعی بہا ووھبہا السارۃ وھی ھاجرۃ

روایت کی علی نے اپنے باپ سے اور چند ایک نے ہمارے اصحاب سے سہل سے ان سب نے محبوب سے اُس نے ابراہیم سے اُس نے ابن ابی زیاد کرخی سے کہا سنا میں نے ابو عبداللہ سے کہا دوست رکھتا ہوں میں یہ کہ اذن دے تو مجھکو کہ خدمت کو دوں قبطیہ جو میرے پاس ہے خوبصورت دانا ہوگی

ام اسمعیل .. .. .. ثم ان ابراھیم أما ابطاء علیه الولد قال لسارة لو شئت لبعتنی ھاجرة لعل الله ان یرزقنا منھا ولدا فیکون لنا خلفا فابتاع ابراھیم ھاجرہ من سارہ الخ

خدمت کرنیوالی کہا پس اذن دیا ابراہیم نے پس بلایا قبطیہ کو اور دیا اسکو سارہ کو اور یہ ہے ہاجرہ ام اسمٰعیل کی . . . . پھر جب مدت تک نہ ہوئی ابراہیم کے کچھ اولاد کہا سارہ کو اگر چاہے تو بیچدے تو مجھکو ہاجرہ شاید اللہ دے مجھکو اس سے بچہ پس ہو ہمارے لئے پیچھے رہنے والا پس مول لیا ابراہیم نے ہاجرہ کو سارہ سے۔

اس آخری فقرہ کا مضمون یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے ہاجرہ کو سارہ سے خرید لیا۔

اا۔ یہ روایت کئی وجہ سے غیر مسلم ہے۔

(۱) یہ خبر واحد اور غیر قطعی الصدور ہے پس اس سے ہاجرہ کے سریہ ہونے کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔

(۲) اس کے راویوں میں ایک راوی سہل بن زیاد ہے اور یہ شخص ضعیف متہم اور غیر معتمد ہے یا لا اقل یہ کہ ضعیف فی الحدیث ہے فہرس طوسی میں ہے۔

سھیل بن زیاد الادمی الرازی یکنی ابا سعید ضعیف (کان ضعیفا فی الحدیث غیر معتمد فیه وکان احمد بن محمد عیسی یشھد علیه بالغلو والکذب واخرجه من القم الی الری) ص ۱۲۴

سہیل بن زیاد آدمی رے کا رہنے والا جس کی کنیت ہے ابو سعید ضعیف ہے (تھا ضعیف حدیث میں نہیں اعتماد کیا جاتا تھا اسپر اور تھا احمد بن محمد عیسٰی گواہی دیتا تھا اسپر غلو اور جھوٹ کی اور نکالا تھا اس کو قم سے طرف رے کے)

ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ۔

اور غضائری نے اسکو ضعیف اور فاسد الروایت لکھا ہے۔ رجال شیخ ابو علی موسوم بہ توضیح المقال فی علم الرجال میں ہے۔

قال غضایری انه کان ضعیفا جدا فاسد الروایة والمذهب وکان احمد بن محمد بن عیسی الاشعری اخرجه عن قم واظهر البراءة عنه ونهی الناس عن السماع عنه والروایة عنه ویروی المراسیل ویعتمد المجاہیل	کہا غضایری نے کہ وہ تھا ضعیف بہت فاسد الروایت اور مذہب اور تھا احمد بن محمد عیسٰے اشعری نے نکالا اسکو قم سے اور ظاہر کی بے زاری اس سے اور منع کیا آدمیوں کو اس سے سننے سے اور اس سے روایت کرنے سے اور روایت کرتا ہے مرسل کو اور اعتماد کرتا ہے مجہول پر۔

اور کتاب المشترکات میں ہے ابن زیاد المختلف فی توثیقہ۔

(۳) اور دوسرا راوی ابن محبوب یعنی حسن بن محبوب السوار گو ثقہ ہے مگر متہم تھا توضیح المقال میں ہے اصحابنا یتھمون ابن محبوب فی روایتہ عن ابن ابی حمزہ اور احمد بن محمد بن عیسٰی کے حال میں لکھا ہے۔

فی کشی قال نصیر بن صباح احمد بن محمد بن عیسٰی لایروی عن ابن محبوب من اجل ان اصحابنا یتھمون ابن محبوب فی روایتہ عن ابی حمزہ ثم مات احمد بن محمد رجع قبل ما مات۔	کہا نصیر بن صباح نے احمد بن محمد بن عیسٰے نہیں روایت کرتا ہے ابن محبوب سے اس سبب سے کہ اصحاب ہمارے متہم کرتے ہیں ابن محبوب کو روایت میں ابن حمزہ سے پھر مرگیا احمد بن محمد پس رجوع کیا پہلے مرنے سے۔

(۴) ایک اور راوی ابراہیم بن ہاشم ابو اسحاق القمی اسکی عدالت پر تنصیص نہیں ہوئی گو اس کے نشتی علی بن ابراہیم اور ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی نے عموماً اس کی روایتوں پر اعتماد کیا ہے شیخ ابو علی نے توضیح المقال میں لکھا ہے۔

ابراهیم بن هاشم ابو اسحاق القمی اصله الکوفی ناد فی صحه وهو تلمیذ یونس بن عبد الرحمن ولم اقف لاحد من اصحابنا علی قول فی القدح فیه ولا علی تعدیله بالتنصیص والروایات عنه کثیرة والارجح قبول قوله۔

وہ شاگرد ہے یونس بن عبد الرحمن کا نہیں واقف ہوں میں اپنے اصحاب میں سے کسی کے قول پر بیچ قدح ابراہیم کے اور نہ اُس کی تعدیل میں ساتھ تصریح کے اور روایات اُس سے بہت ہیں اور راجح یہ ہے کہ اُس کا قول مقبول ہے۔

(۵) یہ روایت خلاف تصریح صفحہ اول توریت کے ہے چنانچہ علامہ مجلسی نے سید بن طاؤس کی کتاب سعد السعود سے توریت مترجم کی عبارت اس قصہ کے متعلق اس طرح نقل کی ہے۔

ان سارة امراة ابراهیم لم تکن یولد لها ولد وکانت لها امة اسمها هاجرة۔ فقال سارة لابراهیم ان الله قد حرمنی الولد فادخل علی امتی وابن بها لعلی اتعزی بولد منها فسمع ابراهیم بقول سارة واطاعها فانطلقت سارة امراة ابراهیم بهاجر امتها وذلك بعد ما سکن ابراهیم ارض کنعان عشر سنین فادخلتها علی ابراهیم تزوجها۔ (بحار الانوار جلد ۵)

سارہ بیوی ابراہیم کے نہیں ہوتی تھی اُس سے اولاد اور تھی اُس کی لونڈی جس کا نام تھا ہاجرہ پس کہا سارہ نے ابراہیم سے کہ اللہ نے محروم کیا مجھکو بچہ سے پس آ تو میری لونڈی پر اور زفاف کر اُس سے شاید میں تسکین پاؤں اس کے ساتھ بیٹے کے پس سُنا ابراہیم نے قول سارہ کو اور مانا اُس کا کہنا پس لائی سارہ بیوی ابراہیم علیہ السّلام کی ہاجرہ اپنی باندی کو اور یہ جبکہ ٹھہر چکے تھے ابراہیم زمین کنعان میں دس برس پس داخل کیا ہاجرہ کو ابراہیم اپنے زوج کے پاس۔

اس میں کہیں خرید و فروخت کا ذکر نہیں ہے۔

۱۲ — یہ امر بھی ضرور قابل بیان ہے کہ جس قدر عبارت ترجمہ توریت سے سید ابن طاؤس سے نقل ہوئی ہے اسکی اصل میں حضرت ہاجرہ کی نسبت لفظ שפחה (شفخہ) آیا ہے اور یہ عبارت توریت عبری کے صحیفہ برشیث پراشہ ۱۶ میں واقع ہے (پسوق ۱ — ۳) اور گزینیس کے عبرانی لغت میں شفخہ کے معنی لکھے ہیں کہ جو شخص خاندان میں ملا ہے ہوا اور اسی جہت سے خادمہ کو بھی شفخہ کہتے ہیں مگر اس کے معنے لونڈی کے نہیں ہیں۔ توراۃ کے عربی مترجموں نے یہ غلطی کی ہے کہ اسکو بلفظ امۃ ترجمہ کرتے ہیں +

۱۳ — مولوی محمد علی صاحب پھلواڑی کو اس امر پر اصرار ہے کہ حضرت ہاجرہ لونڈی تھیں۔ چنانچہ پرچہ نور الآفاق مطبوعہ ۲ نومبر ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۱۸۱ میں فرماتے ہیں "توریت موجودہ میں کسی جگہ ہاجرہ کو بلفظ جاریہ سارہ کے لکھا ہے اور اک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ بخشدیا سارہ نے ہاجرہ اپنی جاریہ کو ابراہیم کو۔ انتہیٰ" مگر یہ استدلال ان کا بالکل غلط فہمی اور نادانی پر مبنی ہے۔ لفظ جاریہ کسی طرح مملوکہ یا سریہ کے معنوں میں نہیں ہے +

فاضل محمد طاہر نے مجمع بحار الانوار میں ذیل لغت جری لکھا ہے ط الجاریۃ من النساء من لم یبلغ الحلم یعنی جاریہ وہ لڑکی ہے جو جوان نہوئی ہو۔ اور قاموس میں ہے (باب الیاء) الجاریۃ الشمس والسفینۃ والنعمۃ من اللہ وفتیۃ النساء یعنی جاریہ آفتاب اور کشتی اور نعمت خدا اور لڑکی ہے۔ اور شیخ الاسلام محی الدین نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے (جلد ۲ صفحہ ۲۳۸) واما استعمال الجاریۃ فی الحرۃ الصغیرۃ فمشہور معروف فی الجاہلیہ والاسلام۔ یعنی برتنا جاریہ کا آزاد چھوٹی لڑکی میں پس مشہور ہے جاہلیت میں اور اسلام میں۔ +

اور بخشدیا اصل توراۃ میں نہیں ہے بلکہ پورا فقرہ یہ ہے۔

ותתן אתה לאברם אישה לו לאשה

یعنی اسکی بیوی نے اسے ابراہیم کو دیا کہ اُس کی بیوی ہووے۔

اس میں تزویج کی تصریح ہے مگر مولوی محمد علی صاحب لغنی شک منہ مریب ہیں چنانچہ لکھتے ہیں ابراہیم نے بطور تسری اُن کو اپنے فراش میں رکھا یا آزاد کرکے نکاح کیا۔ (ایضاً ص ۱۸۲) مگر تسری کا گمان محض ایک سوءظن ہے اور آزاد کرکے نکاح کرنے کا گمان محض بناء فاسد بر فاسد ہے +

سم اند خلاصہ یہ کہ کوئی حدیث صحیح و ثابت ایسی نہیں ہے جس میں ہاجرہ کو لونڈی کہا ہو۔ جہلا و متعصبین یہود نے جو مشہور کر دیا تھا مسلمانوں نے اسکو بلا تحقیق قبول کر رکھا ہے اور اسی گمان سے بعض روائتوں کو بھی خلاف محمل حمل کیا ہے پس یہی حقیقت ہے جو ہمنے لکھی وللحق احق بالاتباع +

البرامکہ	۴۴۰	منشی محمد عبدالرزاق	عا ۸ر
صلۂ رحم	۳۲	مولانا عبدالحی	۲ر
اسلامی حکومت کا ہندوستان میں تمدنی اثر	۲۸	مولانا شبلی نعمانی	۲ر
غذائے انسانی	۳۶	مولانا عبدالماجد	۳ر
اشاعت اسلام	۳۵۸	ماسٹر شبیر علی خاں بی۔ اے	۸ر
سیاحت ہند	۸۴۴	حافظ عبدالرحمن سیاح مرحوم	عا ۸ر
حیات صالح	۸۴	محمد سعید احمد مارہروی	۴ر
کانشنس	۹۶	سرسید مرحوم	۱ر
تاریخ عرب قدیم	۱۰۸	عبداللہ العمادی	۸ر
مہدی آخرالزمان	۳۸	سرسید مرحوم	۲ر
فطرت وقان فطرت	۶۰	نواب محسن الملک	۳ر
سلیمان علیہ السلام	۶۴	مولوی چراغ علی مرحوم	۴ر
جہانگیر	۳۶	مولانا شبلی	۲ر
اسلام	۳۰	نواب محسن الملک	۲ر
حقیقۃ السحر	۴۴	سرسید و مولوی چراغ علی	۲ر
خطبات احمدیہ	۷۶۰	سرسید	عہ ۸ر
شکوۂ ہند	۲۴	حالی	۱ر
منہاج القواعد	۱۴۲	مولوی فتح محمد خاں	۸ر
غم حسین	۹۰	مولانا عبداللہ عمادی	۲ر

جسمانی تعلیم	۵۲	خواجہ لطیف احمد بی۔اے	۴ر
یوروپ و قرآن	۴۰	مولوی چراغ علی مرحوم	۳ر
عربوں کا فن تعمیر	۱۱۲	سید علی بلگرامی	۴ر
روح کی بیداری	۸۴	مولوی فدا علیخاں ایم۔اے	۴ر
بیوہ کی مناجات	۲۶	حالی	۲ر
اساس الاخلاق	۴۴۴	خان بہادر مرزا سلطان احمد خاں	عہ
کتاب الزکاۃ	۶۴	عبدالاحد العمادی	۳ر
تاریخ التاریخ	۷۴	مولانا محمد مرتضیٰ	۳ر
ماحضر	۶۰	مولانا محمود علی	۳ر
مسلمانوں کی پولیٹیکل پالیسی	۵۰	سرسید	۲ر
دمشق	۳۱۰	خواجہ محمد عباد اللہ اختر بی۔اے	عہ
حضرت زید	۷۰	؍؍	۴ر
حیدر علی سلطان	۴۰۸	مولوی سید امجد علی اشہری مرحوم	۱۲ر
ٹیپو سلطان	۲۳۶	؍؍	۸ر
رسائل شبلی	۴۶۴	مولانا شبلی نعمانی	۱۲ر
حضرت ہاجرہ	۳۲	مولانا عنایت رسول و مولوی چراغ علی مرحوم	۲ر

المشتہر

منیجر بک ڈپو وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر